سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

الحکم

ناظرین الحکم کو عید مبارک

دو روز حدید

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مالک اعلیٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

ایڈیٹر و مہتمم شیخ محمود احمد عرفانی

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے ... ما
امراء اور ذی ثروت سے ...
معاونین سے ...
عوام سے ...
ممالک غیر سے ...

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲/

جلد ۳۸ | قادیان - ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء یوم پنجشنبہ | نمبر ۹

دار الامان کا ہفتہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اس ہفتہ بہت اچھی رہی الحمد للہ علیٰ ذالک

۱۱ - مارچ کو سید عزیز اللہ شاہ صاحب کی کوٹھی کی بنیاد حضور نے اینٹ رکھی اور لمبی دعا فرمائی یہ کوٹھی محلہ دار الانوار میں بن رہی ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیمار ہیں ۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں ۔ انکا وجود بہت قیمتی اور بابرکت ہے۔

۱۱ مارچ ۱۹۳۵ء سے قادیان سنٹر میں میٹرک کا امتحان شروع ہے۔

(۱۰۲) امیدوار امتحان میں بیٹھے ہیں جن میں سے ۷ لڑکیاں اور باقی لڑکے ۔

سری گوبند پور ۔ بہرچ وال ۔ ٹی آئی ہائی سکول ۔ اور ڈی ۔ اے ۔ وی ہائی سکول کے طلبا شامل ہیں تاریخ اور جغرافیہ کے پرچے ہو چکے ہیں ۔

جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی ۔ اے ہیچر ٹی ۔ آئی ہائی سکول قادیان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے ہیں

ہال میں داخل ہونے سے پہلے کسی نہ کسی بزرگ سے دعا کرائی جاتی ہے ۔ پھر احمدی طلبا داخل ہوتے ہیں۔

احباب سب کی کامیابی کیواسطے —

دعا فرمائیں

دعائیں کر مسیح ابن مریم کا اثر پیدا

خدا کا فضل ہمپر ابرِ نیساں بن کے برسے گا
تو بحرِ احمدیت میں بہت ہوں گے گہر پیدا

وہ بچہ جو اکیلا رہ گیا تھا آشیانہ میں
بحمد اللہ اُسکے ہو رہے ہیں بال و پر پیدا

خدا اس عُسر کو بھی یُسر کی صورت بدل دیگا
یہ احراری ہمارے ہی لئے کرتے ہیں شر پیدا

خس و خاشاک غیر اللہ کو یکسر جلا دیگا
ذرا ہونے دو اہلِ دل کی آہوں میں اثر پیدا

جہاں میں خشک منطق سے تو دل بدلا نہیں کرتے
زمانہ میں تغیّر کرتی ہیں چشمانِ تر پیدا

خدا کی بات کا اُن بد نصیبوں پر اثر کیا ہو
جنھیں حق نے کیا روزِ ازل سے کور و کر پیدا

ہم اپنا خوں بہا کر راہِ حق میں سُرخرو ہونگے
"کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا"

خدائی باغباں نے جس شجر کا بیج بویا تھا
خدا کے فضل سے اُس میں ہوئے شیریں ثمر پیدا

تجھے آتش کے شعلوں میں بھی جنت ہی نظر آئے
یہ خواہش ہو اگر تو کر براہیمی نظر پیدا

خدا کے بندے سولی چڑھکے بھی زندہ اُترتے ہیں
دعائیں کر مسیحِ ابن مریم کا اثر پیدا

اسیرانِ جہاں کو پھر بلائے غم سے آزادی
دلانے کے لیے حق نے کیا فضل عمر پیدا

وجود اپنا مٹائے گر نہ دانہ خاک میں مل کر
کبھی خادم گلستاں میں نہ ہوں گلہائے تر پیدا

راقم خادم عبدالرحمٰن ... عرفانی

عید الضحیٰ کی مبارک تقریب پر ادارۂ الحکم قارئین الحکم کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے

یادداشت عید

مختلف کھانوں کی فرمائش کرو گی تم سے عید
لیک فرمان خلیفہ مانعِ ھل من مزید
دین کو دنیا پہ رکھنا ہے مقدم گر تمہیں
مت کرو گفت و شنید اور چھوڑ دو قطع و برید
(حسن رہتاسی)

الحکم اور میں

الحکم کا دور جدید جن حالات میں شروع ہوا وہ میرے احباب جانتے ہیں۔ میں اس وقت موت حیات کی کشمکش میں لٹک رہا تھا۔ لیکن طبیعت میں ایک خاص جوش اور ذوق تھا کہ اس حالت میں بھی باوجود طبی ممانعت کے کام کرتا تھا۔ اور سچ یہ ہے کہ ذکر محبوب ہی میری قوتوں کے پھر عود کرنے کا موجب ہوا۔ اور اسی نے حیات نو عطا فرمائی۔ الحکم نے اپنے اس عہد جدید کے پہلے سال میں جو کام کیا ہے وہ میری کسی تصریح یا تقریب کا محتاج نہیں۔ ہر طرف سے احباب نے اس کو پسند فرمایا لیکن بایں ہمہ مجھے پوچھنے کا حق ہے کہ:-

کیا جماعت نے اپنا فرض ادا کر دیا؟

اس کا جواب میرے الفاظ میں یہ ہے کہ "نہیں" ورنہ الحکم اس وقت ہر گھر میں پڑھا جاتا۔ اور اس کی اشاعت کئی ہزار ہوتی۔ اور وہ مالی مشکلات میں نہ ہوتا حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے ایک رؤیا دیکھی تھی کہ میں نے ایک نہایت ہی مؤثر مضمون لکھا ہے جو **شکوۂ دوست** کے رنگ میں ہے میں ابھی اس کے لکھنے سے پرہیز کرتا ہوں۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ

الحکم کو ہر گھر میں پہنچا دیں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت میں ایسی انتقادی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ کہ جماعت کے ہر فرد کو پہلے سے زیادہ خدمت دین کا موقع نکل آیا ہے۔ اسلئے کہ ہمارے لباس اور ہماری خوراک اور تمام ضروریات زندگی میں صحیح کفایت شعاری کی روح پیدا کر دی ہے پس اگر مرنے کے بعد اپنے قومی خادموں کے نوحے نہیں پڑھنا چاہتے۔ بلکہ ان کی زندگی میں ان کے کاموں میں شریک و معاون ہو کر ان کی عملی قوت کو بڑھانا چاہتے ہو تو

ہر احمدی گھر الحکم کا خریدنا قومی فرض سمجھ لے

میں دیکھوں گا کہ میری اس درخواست کا کیا جواب دیا جاتا ہے۔

محترمی سید محمود اللہ شاہ صاحب کا گرامی نامہ

جناب سید محمود اللہ شاہ صاحب کے واپس نیروبی جانے کی خبر سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہو چکی ہے آپنے جہاز پر سوار ہونے سے پندرہ بیس منٹ قبل ایک گرامی نامہ میرے نام لکھا۔ جس میں حضرت والد صاحب قبلہ اور حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کے متعلق دعا کی تحریک کی ہے۔ اگرچہ انھوں نے چاہا ہے کہ میں ان کے گرامی نامہ کو اپنے الفاظ میں لکھوں۔ مگر مجھے ان کے الفاظ سے بہتر الفاظ نہیں مل سکے۔ اس لئے میں سید صاحب کے الفاظ ہی میں ان کے گرامی نامہ کو درج کر رہا ہوں۔ اور ساتھ ہی سید صاحب کی کامیابی و کامرانی کے لئے احباء الحکم میں دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

میرے محترم شیخ صاحب! سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اب جہاز پر سوار ہونے میں صرف پندرہ بیس منٹ باقی ہیں۔ اور میں آخری خط آپ کو لکھنے لگا ہوں۔ الوقت جدائی کے خیال سے میری انگلیاں مرتعش ہیں۔ مگر میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو یہ سطور لکھوں اور ان کے لکھنے کا محرک حضرت قبلہ عرفانی صاحب اطال اللہ عمرہٗ کا وجود مبارک ہے۔ میں کل تھوڑے عرصے کے لئے ان سے ملا۔ اس تھوڑی سی ملاقات نے مجھ پر اتنا گہرا اثر کیا ہے کہ میں حیطۂ تحریر میں نہیں لا سکتا۔ ان کا وجود نہایت ہی قیمتی اور مبارک وجود ہے۔ یہ حضرت مسیح پاک علیہ التحیۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور خاندان پاک کے والہ و شیدا ہیں۔ ایسی پاک ہستیاں ہمارے سلسلہ میں بہت ہی کم ہیں۔ ان ایسے بزرگان انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ ان کی قوت قدسی اور روحانی کہربائی طاقت کا اثر میں اب تک اپنے قلب و دماغ میں محسوس کر رہا ہوں۔ ان کی صحبت میں چپ چاپ بیٹھے رہنے سے انسان سلوک کے منازل طے کرنے میں ایک حد تک کامیاب ہو سکتا ہے۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور دیگر بزرگان سلسلہ اور قارئین الحکم سے خلوص قلب اور دل کے درد کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ حضرت شیخ عرفانی صاحب کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائیں۔ وہ آجکل بیمار ہیں۔

ساتھ ہی میں حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کا بھی ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جتنا عرصہ میں ان کے ساتھ ان کی صحبت میں رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے اندر وہ نور ایمان اور نور عرفان ہے جو حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنے جاں نثاروں میں پیدا کیا۔ حضرت مسیح ناصری کے معجزہ احیاء موتیٰ و تخلیق طیور کا درجہ حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کے معجزہ سے بہت ہی کم ہے۔ فی زمانہ مادی ترقی کا دور ہے اور ایمان و عرفان موجودہ تہذیب یافتہ لوگوں کے لئے ایک مشغلہ ہے۔ اس زمانہ میں اللہ سے محبت کرنے والوں کا ایک گروہ پیدا کر لینا معمولی بات نہیں۔ میں شیخ صاحب کے ساتھ سیٹھ صاحب کے لئے بھی دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ آپ میری طرف سے اپنے مؤثر الفاظ میں ایک مضمون لکھ کر درج اخبار فرمائیں۔

خاکسار۔ سید محمود اللہ شاہ - بمبئی ۱۶ مارچ ۱۹۳۵ء

مسیح موعود نمبر

الحکم کے رئیس تحریر عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء کو الحکم کا خاص نمبر شائع کرنے کا اعلان کیا ہے ایسے حالات میں کہ میں خود مریض ہوں اور گذشتہ سال کا تجربہ ہے کہ بعض احباب نے سو سو کاپیاں خریدیں اور وقت پر نہ وی پی وصول کیا۔ اور اخبار کے پولندے ادھر سے اُدھر مارے پھرتے رہے۔ اور وہ مقصد فوت ہو گیا۔ مجھے اپنے دوستوں کا سخت شکوہ ہے۔ میں اس وقت حالات سے ناواقف ہوں۔ لیکن احباب اگر چاہتے ہیں کہ الحکم کا خاص نمبر شائع ہو تو وہ ماہ یا ۱۵ اپریل تک پانچ ہزار کی درخواستیں جمع کر دیں۔ اور علمائے ملت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ مضامین لکھنے کا وعدہ فرمائیں۔ اور اگر عملی قدم نہ اٹھایا گیا تو میں افسوس کے ساتھ

پہلی دفعہ اعلان کرنے پر مجبور ہونگا

کہ خاص نمبر شائع نہ ہوگا۔ ہاں اگر شیخ محمود احمد صاحب اس حالت میں بھی شائع کریں تو

مجھے اس سے بڑھ کر خوشی نہ ہوگی

احباب کو چاہیئے اپنے نوجوان خادم کی حوصلہ افزائی کریں۔

(عرفانی)

سیرت المہدی کا ایک ورق

جناب شیخ فضل الٰہی صاحب ریٹائرڈ چٹھی رساں کی قلم سے

شیخ فضل الٰہی صاحب کلانوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں قادیان میں چٹھی رساں تھے۔ اور پرانے لوگوں میں سے ہیں ۱۸۹۳ء میں آپ نے حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور عرصہ دراز تک قادیان میں رہے۔ اُن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق و شمائل کو کسی اور رنگ میں دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ وہ روزانہ ڈاک لے کر جاتے تھے۔ اور حضور کے روئے انور کو دیکھتے تھے

شیخ صاحب مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین صاحب کے مکان میں رہتے تھے۔ اور یہ دونوں صاحبان حضرت اقدس کی شدید مخالفت کر رہے تھے۔ کسی نے حضرت اقدس سے شیخ صاحب کی شکایت بھی کر دی کہ یہ مخالفوں کے مکان پر رہتے ہیں۔ مگر حضور نے فرمایا کہ نہیں ہم اسکو بخوبی جانتے ہیں۔ یہ چٹھی رساں ہے۔ اسے ہر جگہ جانا ہوتا ہے۔ اسلئے اس کے وہاں رہنے سے کوئی حرج نہیں ہوتا۔ چنانچہ شیخ صاحب ۱۴ سال تک وہاں رہے۔ مگر ان کے کسی زہریلے اثر سے متاثر نہ ہوئے

شیخ صاحب ابتک زندہ ہیں۔ اور ظاہری ڈیل ڈول اور صحت ویسے ہی ہے۔ جیسے اسوقت تھی۔ سالانہ جلسے پر ہر سال قادیان آتے ہیں اور روحانی غذا حاصل کرکے واپس چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے فضل سے اونچی لمبی عمر دے۔ اور ہر طرح کی صحت سے مالامال کرے (آمین) (ایڈیٹر)

(۱)

آپ کا مرزا نظام الدین صاحب سے سلوک

ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب جن کو دمہ کی بیماری تھی۔ بہت بیمار ہو کر سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ تو مجھے بلا کر کہا کہ تم مرزا غلام احمد کے پاس جاؤ اور ان کو کہو کہ میرا علاج کریں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کا پیغام عرض کیا۔ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وہ چونکہ ہم سے مخالفت رکھتے ہیں ہمارے علاج سے ان کی تسلی نہیں ہوگی۔ وہ جس ڈاکٹر کو چاہیں۔ ہم بلا دیتے ہیں۔ اور تمام خرچ بھی ہم ادا کریں گے چنانچہ میں نے جا کر ایسا ہی کہہ دیا تو مرزا نظام الدین صاحب نے مولوی صاحب حضرت خلیفہ اول کے علاج کی خواہش کی۔ اور ان کی خواہش پر حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو علاج کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت خلیفہ اول نے علاج کیا۔ اور مرزا نظام الدین صاحب صحت یاب ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمنوں کے ساتھ بھی نیک سلوک تھا۔

(۲)

حضرت ام المومنین اور عیسائی مشنری عورتیں

پادری وائٹ بریخٹ صاحب جو بٹالہ میں کرسچن مشن کے انچارج تھے۔ بٹالہ سے دو لیڈیوں کے قادیان آئے۔ چونکہ میری عیسائیوں کے ہاں بھی آمدورفت تھی۔ اور پادری صاحب موصوف سے بھی واقفیت تھی۔ میری ان سے ملاقات ہوئی پادری صاحب نے مجھ کو کہا۔ یہ دونوں لیڈیاں عورتوں میں تبلیغ کرنا چاہتی ہیں۔ ان کو چند گھروں میں لیجاؤ۔ میں نے ان دونوں عورتوں کو حضرت صاحب کے گھر میں بھیجدیا۔ وہاں جب اُنھوں نے بات چیت کی تو اندر سے ایسے سوال کیے گئے۔ جن سے ان کے مذہب کا مردہ ہونا ثابت ہو۔ اور اُن کے سامنے زندہ اسلام پیش کیا گیا۔ تو وہ جھنجھلا کر نکل آئیں اور باہر آ کر مجھے ناراضگی کے لہجہ میں کہا کہ تم نے ہمکو کس گھر میں داخل کر دیا۔ ہم تو خاکروبوں کے گھر میں جانا چاہتی ہیں۔ چنانچہ میں نے اُن کو خاکروبوں کے مکانات کا نشان دے دیا۔ اور وہ وہاں چلی گئیں

(۳)

پادری وائٹ بریخٹ اور حضرت مسیح موعودؑ

اس کے بعد پادری وایٹ بریخٹ بھی پھرتا پھراتا دیوانخانہ نظام الدین میں آ پہنچا۔ اسوقت حضرت مسجد مبارک پر ٹہل رہے تھے۔ پادری صاحب نے حضرت صاحب کو دیکھ کر کہا کہ یہ کون ہے ؟۔ میں نے کہا کہ یہی خداوند مسیح ہیں۔ جن سے میں نے بپتسمہ لیا ہے۔ مسیح نے تو یوحنا سے بپتسمہ لیا تھا میں نے خاص مسیح سے پایا ہے۔ یہ سُن کر پادری لال اور پیلا ہو گیا۔ اور مجھے کہا کہ تم بٹالہ میں ہمارے بنگلہ پر آ کر ملو۔ میں نے یہ سب حال حضرت صاحب کے حضور میں عرض کیا۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا:۔ "ہاں صاحب سے بنگلہ پر جا کر ملو" چنانچہ چند روز کے بعد میں حسب اتفاق بٹالہ میں گیا اور صاحب کے بنگلہ پر جا کر ملا۔ تو صاحب نے کہا کہ تم نے قادیان جا کر خداوند مسیح کو بھلا دیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے مسیح کو فراموش نہیں کیا بلکہ مسیح کو شناخت کر کے اُس سے بپتسمہ لیا ہے اسپر پادری صاحب نے مجھے چند کتابیں دیں اور کہا کہ ان کو پڑھا کرو۔

میں کتابیں لے کر قادیان آ گیا اور حضرت کے حضور پیش کر دیں۔

وہ کتابیں پادری عماد الدین کی لکھی ہوئی تھیں۔

(۴)

ایک عجیب واقعہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں ڈاک لے کر حضرت صاحب کے ہاں جا رہا تھا۔ تو مولوی محمد افضل مرحوم ایڈیٹر اخبار بدر جن کا گھر مسجد مبارک کے ساتھ تھا۔ کی بیوی نے مجھ سے دریافت کیا کہ میرا منی آرڈر آیا ہے یا نہیں۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں اسپر اُس نے کہا۔ کہ مسیح تو آسمان سے آ گیا۔ میرا منی آرڈر کیوں نہیں آیا؟ حضرت صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا کہتی ہے؟ میں نے بتلا دیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ اس کو کہدو کہ اس کا منی آرڈر بھی آیا ہے چنانچہ دوسرے روز منی آرڈر آ گیا۔

(۵)

مسیح کی چڑیاں

ایک دفعہ میں ڈاک لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو وہاں ایک رسی دیواروں کے ساتھ بندھی تھی اور اسپر ربڑ کی چڑیاں لٹکی تھیں میں نے عرض کیا کہ یہ عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت مسیح ناصری جانوروں کو بنا کر اڑایا کرتے تھے۔ تو حضور نے فرمایا کہ زندہ کرنا صرف خدا کا فعل ہے خدا خالق ہے اور باقی تمام مخلوق ہیں۔ ایسا کرنا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ لیکن ممنوع ہے۔

(۶)

حضور کا کرم

ایک دفعہ چائے اور مصری کے پارسل آئے تھے میں لیکر حاضر ہوا۔ حضور کے روبرو میں نے ہی حسب الحکم پارسل کھولے۔ تو حضور نے بہت سی چائے اور مصری مجھ کو بھی عطا فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ چائے اور میٹھا تو ہو گیا مگر دودھ نہیں۔ تو حضور نے

ایک روپیہ دے دیا۔ میں نے روپیہ جیب میں ڈال لیا اور چار مصری لے کر نیچے اُترا۔ تو وہ چاء اور مصری شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب و بابو اللہ دتا صاحب سب پوسٹ ماسٹر نے ہنسی ہنسی میں مجھ سے چھین لی۔ اس سے تیسرے روز پھر میں نے حاضر ہو کر چاء مانگ لی۔ تو حضور نے بھی اسیقدر چاء و مصری اور ایک روپیہ نقد دے دیا۔ حضور نے یہ خیال نہیں فرمایا۔ کہ دو روز میں اسقدر چائے اور مصری کیسے ختم ہو گئی؟

(۷)

حضور کے کرم کی ایک اور مثال

ایک مرتبہ میں سردی کے موسم میں ڈاک لے کر گیا اور عرض کیا کہ حضور سردی لگتی ہے۔ گرم کپڑا نہیں ہے۔ حضور اندر سے دو کوٹ ایک پشمینہ کا اور دوسرا بانات کا لے آئے اور فرمایا جونسا چاہو لے لو۔ میں نے دونوں لے لئے۔ اور عرض کیا کہ ایک تھوڑی سردی کے وقت پہن لیا کروں گا۔ دوسرا زیادہ سردی کے وقت پہن لیا کروں گا۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا اچھا دونوں لے لو۔

(۸)

ڈپٹی شنکرداس کے متعلق پیشگوئی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں ڈاک لے کر حضور میں جارہا تھا۔ جب ڈپٹی شنکرداس کے مکان کے آگے سے گذرا۔ تو مکان کے آگے چبوترہ پر ڈپٹی مذکور چارپائی پر بیٹھا تھا۔ مجھے (اوشیخ) پکار کر کہا کہ غلام احمد کو کہدو کہ لڑکے جب مسجد میں آتے ہیں تو شور ڈالتے ہیں اور باتوں سے بھی کھڑاک کرتے ہیں۔ ہم کو تکلیف ہوتی ہوتی ہے۔ اُن کو منع کردے کہ وہ آرام سے گذارہ کریں۔ میں نے حضرت صاحب سے ایسا ہی جا کر عرض کر دیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ یہ مکان تو ہمارے قبضہ میں آنیوالا ہے۔ خدا نے ہم کو اس مکان کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۹)

مرزا امام الدین صاحب بانگ سے گھبرا گئے

حافظ معین الدین صاحب عرف حافظ معنا مسجد مبارک میں اذان دیا کرتے تھے۔ ایک روز صوفی غلام محمد صاحب نے اذان دینا شروع کردی۔ تو حافظ صاحب نے اس کے دوران میں ہی اذان دینی شروع کردی۔ نیچے مرزا امام الدین صاحب نے دمہ لگا کر منہ باندھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر کہا کہ غلام احمد کو کہدو کہ ہم تو ایک بانگ سے بیزار تھے۔ اب دو دو بانگیں ہونے لگی ہیں۔ ہم تو بھاگے گئے۔ حضرت صاحب نے حافظ معنا صاحب کو سمجھایا کہ جب ایک شخص اذان دے رہا ہے۔ تو پھر تم کو کیا ضرورت ہے۔ اور فرمایا کہ مرزا امام الدین یوں ہی گھبراتا ہے

یہ تمام جگہ ہمارے قبضہ میں آجاویگی۔ اور پھر کسی کو بانگ سے گھبراہٹ نہیں ہوگی بلکہ بانگ سُن کر لوگوں کے دل کو راحت ہوگی۔

(۱۰)

مالکان شبہ ختنک

قادیان میں ایک شخص پنڈت سومراج نامی جو کلانور ضلع گورداسپور کا باشندہ تھا اور مدرس تھا ڈاک خانہ کا کام بھی پنڈت سومراج مذکور کے سپرد تھا۔ میں چونکہ چٹھی رساں تھا اسلئے اس کے ماتحت تھا۔ اچھر چند۔ اور اس کا بھائی بھگت رام اور سومراج مذکور اور دیگر اشخاص کی پارٹی تھی۔ اور یہ سب آریہ تھے۔ ہمارے مذہب کی توہین اور میری بڑی دل آزاری کیا کرتے تھے۔ میں نے اس کا ایک دفعہ حضرت صاحب کے حضور میں ذکر کیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ:-

یہ لوگ بہت جلد نابود ہو جائینگے جس طرح بٹیر جال میں پھنس کر پھڑکتی ہے یہ پھڑک پھڑک کر مرینگے۔ کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتے ہیں

چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد طاعون سے اسی طرح ہلاک ہو گئے۔

(۱۱)

خدام سے سلوک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاکسار پر بہت مہربانی کرتے تھے۔ حضرت صاحب کے گھر میں ایک عورت مسماۃ تابی بطور خدمت گار رہتی تھی وہ فوت ہوگئی اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئی۔ میں نے حضور میں عرض کیا کہ حضور مائی تابی بھی حضور کی خدمت گار تھی۔ اور میں بھی خدمتگار ہوں مائی تابی تو ہمیشہ حضور کے گھر میں رہی۔ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئی۔ مگر میں بھی خدمت گار ہوں۔ اور قادیان میں جگہ نہیں ملی۔ اور مر کر معلوم نہیں مقبرہ بہشتی میں جگہ ملے گی یا نہیں؟ اس پر حضور نے فرمایا کہ قادیان کو نہ چھوڑنا زندگی میں بھی جگہ ملے گی اور مرنے کے بعد بھی۔

روایات

از حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل قادیان

(۱)

خدا کے لئے ہر ایک ذلت عزت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ لاہور سے تار آیا کہ یہاں بادشاہی مسجد میں مولویوں نے ایک جلسہ کیا ہے۔ اور انھوں نے جلسے میں یہ بات کہی ہے کہ جو شخص مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ وہ آج گرفتار ہو گیا ہے۔ حضور فرمانے لگے کہ:-

دیکھو ان لوگوں کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔ ہمارے متعلق ہر ایک جھوٹ کو یہ لوگ جائز سمجھتے ہیں۔ ان باتوں سے ان کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے فرض کرو کہ میں قید بھی ہو جاؤں۔ تو کیا ان کا مدعا پورا ہو جائیگا۔ یوسف علیہ السلام سات برس قید رہے۔ پھر بھی نبیوں میں سے اولوالعزم نبی ہیں۔ کوئی ان کی نبوت میں فرق نہیں آیا۔ کیا قید ہو جانے سے ہماری مسیحیت میں فرق آسکتا ہے۔ اور زمین پر بڑے زور سے ہاتھ مار کر فرمایا:-

خدا ان کو اس معاملہ میں بھی ناکام کریگا اور نامراد ہی رکھے گا۔ کہ وہ ایسی باتوں میں کامیاب ہو سکیں۔ یہ ہمارا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔ لوگ ڈکیتیوں اور بدمعاشیوں میں قید ہوتے ہیں۔ اگر ہم خدا کے لئے قید ہو جائیں تو کیا ہرج ہے۔ اور فرمایا:-

اگر میں خدا کے لئے دس برس بھی قید کیا جاؤں تو یہ عین خوشی اور میری عین غرض ہے۔ اور اس کے نام کے لئے ہر ایک ذلت عزت ہوتی ہے۔ جو لوگ اس کے نام کے لئے ذلیل کئے گئے وہ ہی دنیا میں معزز بنے ہیں۔

(۲)

شکار تو ہے پر شیر کا

انھیں ایام میں کسی شخص نے ذکر کیا کہ حضور! وہاں مجسٹریٹ کا پکا ارادہ ہے کہ اب کی دفعہ جب حضور پیش ہوں۔ تو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر حضور کو گرفتار کرنے کی صورت بنائے۔ اس نے ایک ایک مجلس میں کہا ہے کہ شکار تو قابو آگیا ہے۔ اب ہمارے ہاتھ سے جا نہیں سکتا۔ اور آریوں نے بھی اس کو بہت سی رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر تم موقوف بھی ہو جاؤ۔ تو پرواہ نہ کرنا مگر ایک دفعہ اس کام کو ضرور کرنا۔ اس نے بھی اس کے ساتھ پکا وعدہ کیا ہے۔ حضور سُن کر فرمانے لگے

ہاں شکار تو ہے پر شیر کا شکار ہے۔ شیر بھی خدا کا شیر ہے جس کے پنجے کی اگر ہوا بھی لگ جائے تو دونوں جہان میں بیخ کنی ہو جائے۔

(۳)

آپکی جماعت زمین اور کتاب کی وارث ہوگی

فرمایا:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ آپکی مکی زندگی کا ہے اور ایک حصہ مدنی زندگی کا ہے۔ مکی زندگی کا حصہ جو تیرہ برس کا ہے۔ وہ اس تیرہ سو برس کے مشابہ ہے جو گذر چکا۔ اور مدنی زندگی کا جو حصہ ہے۔ وہ اس چودھویں صدی سے شروع ہوتا ہے ایک ہزار برس جو آیندہ گذرنے والے ہیں۔ یہ اس مدنی زندگی کے مشابہ ہیں جو گذرنے والی ہے۔ انھیں معنوں سے آپ نبی آخرالزماں کہلاتے ہیں۔ آپکی زندگی میں آیندہ آنیوالے دنیا کا نقشہ ہے۔ آپکی زندگی اس زمانہ گذرنیوالے کے لئے بطور ارحاص کے تھی۔ یہ زمانہ اس زندگی کی تفسیر ہے۔ تیرہ سو برس میں اگرچہ سلطنتیں بھی ہوئی ہیں۔ اور اسلام کے بڑے بڑے عروج بھی ہوئے ہیں۔ مگر اسلام کے مصائب بھی ساتھ ساتھ بڑھے ہیں۔ ۱۳۰۰ برس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۳ برس کا نقشہ تھا۔ اب فتوحات کا زمانہ جو حقیقی فتح ہے چودھویں صدی سے شروع ہے۔ اس ہزار سال میں آپکی نبوت کے لیئے جناب الٰہی عجیب کام دکھلائینگے۔ جس سے اسلام کی فتح بیّن ہوگی۔

پھر فرمایا:-

یہی جماعت زمین کی وارث ہوگی اور یہی جماعت کتاب کی وارث ہوگی۔

(۴)

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

فرمایا:-

مجھے جناب الٰہی نے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ تیرے کپڑوں سے بادشاہ برکت ڈھونڈینگے۔ اور مجھے وہ بادشاہ بھی دکھائے گئے ہیں۔ جو گنتی میں سات یا آٹھ ہیں۔ ان کی عمر بیس سال کے قریب قریب ہے۔ وہ نہایت خوبصورت نہایت اعلیٰ درجہ کا لباس پہنے ہوئے گھوڑونپر سوار مجھے دکھلائے گئے ہیں

(۵)

وظیفہ

مینے حضور علیہ السلام سے ایک دفعہ کوئی وظیفہ دریافت کیا کہ حضور پڑھنے کے لیئے فرماویں۔ تو حضور علیہ السلام نے استغفار بتلایا۔ اور پھر بھی جب دوبارہ پوچھنے کا موقع ہوا۔ تو پھر بھی حضور نے استغفار ہی بتلایا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سب نبیوں کا اجماعی مسئلہ ہے کہ استغفار سے ہر ایک آفت اور مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

روایات

از جناب مولوی چودھری فضل محمد صاحب مہاجر دکاندار محلہ دارالفضل قادیان

(۱)

مقدمہ کرم الدین کی ایک مجلس

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب کرم الدین بھیں والے کا مقدمہ تھا۔ تو حضرت اقدس گورداسپور تاریخ مقررہ پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں ایک سڑک پر کثرت سے شیشم کے درخت تھے۔ اور وہ سڑک عدالت کے قریب ہی تھی۔ وہاں حضور بہت سے خدام کے ان درختوں کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ عدالت میں کرم الدین کو آواز پڑی۔ اور سب دوست جو حضور کی خدمت میں حاضر تھے اندر چلے گئے۔ اور صرف میں اکیلا ہی حضور کے پاس رہ گیا۔ حضور لیٹے ہوئے تھے۔ اور میں آپکے قدم دبا رہا تھا۔ اور حضور سے طرح طرح کی باتیں کر رہا تھا۔ اسوقت مجھے ایسی خوشی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس خوشی میں بہت سی باتیں ہوتی رہیں۔ جو مجھے یاد نہیں رہیں۔ میرے خیال میں ان میں سے کچھ نماز کے متعلق تھیں۔ جن میں سے مجھے پورے طور پر یاد ہے۔ کہ میں نے عرض کیا کہ حضور اگر پچھلے وقت کی نماز رہ جاوے اور وتر نہ پڑھے جاویں۔ تو اسکے واسطے کیا کرنا چاہیئے۔ اور کس وقت پڑھنے چاہئیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ:-

"وتر عشا کی نماز کے ساتھ ہی پڑھ لینے چاہئیں"

پھر میں نے عرض کی کہ حضور مجھے اللہ تعالیٰ نے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے اس کا نام رکھدیا جاوے۔ تو حضور نے فرمایا پہلے کا کیا نام ہے میں نے عرض کیا کہ حضور نے ہی اُس کا نام عبدالغفور رکھا ہوا ہے۔ اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

اس کا نام عبدالرحیم رکھدو

(۲)

استخارہ کا ایک طریق

ایک دفعہ میں نے اور بھائی خیرالدین صاحب سیکھوانی نے مشورہ کیا کہ قادیان میں مشترکہ دوکان کھولیں۔ چنانچہ صلاح ہوئی کہ حضرت اقدس سے مشورہ لیا جاوے۔ چنانچہ نماز کے بعد جب حضرت اقدس اندر تشریف لے جانے لگے۔ تو عرض کیا کہ حضور ہم دونوں نے ارادہ کیا ہے کہ اس جگہ (قادیان میں) مشترکہ دکان کھول لیں؟ یہ سُنکر حضور وہاں بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ

استخارہ کر لو

میں نے عرض کی کہ حضور استخارہ میں تو سات روز صرف ہو جائینگے۔ اسپر حضور نے فرمایا:-

نہیں ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں دعا کر لو اسی کا نام استخارہ ہے

بھائی خیرالدین صاحب فرماتے ہیں کہ جب وقت حضرت اقدس کی خدمت میں یہ عرض کی گئی تھی اسوقت حضرت خلیفہ اول گھر کو تشریف لیجا رہے تھے۔ حضور نے اُن کو بھی پاس بُلا لیا تھا۔ اس کے بعد حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ:-

اگر دوکان میں گھاٹا پڑے۔ تو چھوڑ دیں

اس کے بعد ہم دونوں اپنے گاؤں کو چلے گئے۔ اور پھر مشترکہ دکان کا خیال بھی چھوڑ دیا۔

روایات

از حافظ غلام رسول صاحب لنگوی

(۱)

صاحبزادی امۃ الحی صاحبہ کی ذہانت

ایک روز نماز فجر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک کے اوپر جلوہ افروز تھے اور حضرت خلیفہ اول مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی اور دیگر اصحاب بھی موجود تھے۔ حضرت امۃ الحی مرحومہ کی عمر اسوقت قریبًا چار سال کی تھی اور وہ اپنے آپ کو اکثر کہتی تھیں۔ میں نے حضرت اقدس کا یہ شعر پڑھا ؎

آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اور سادگی سے غافلو کی بجائے غافلو پڑھ دیا حضرت امۃ الحی صاحبہ حضرت خلیفہ اول کے

پاس سے اُٹھ کر آئیں۔ اور میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ نہیں مولوی صاحب غافلو نہیں بلکہ غافِلو ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اس نے تو آپ کی غلطی نکالی۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔

دیکھو کس قدر فہیم بچّی ہے۔ اور اس کا ذہن رسا کیسا ہے ۔ میں نادم سا ہوا۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا:۔

ندامت کی کوئی بات نہیں انسان سے سہو ہو ہی جاتا ہے۔

(۲)

آپ دشمن کی بھی تکلیف برداشت نہ کرتے تھے

جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں میاں معراج الدین صاحب کے مکان میں تشریف فرما تھے اور "لیکچر لاہور" تحریر فرماتے تھے۔ ان دنوں ایک پٹھان مولوی ایک شیشم کے درخت کے نیچے ایک چارپائی بچھا لیتا تھا۔ اور اپنی پگڑی اور چوغہ اُتار کر اُسپر رکھ دیتا تھا۔ اور صرف پاجامہ پہنے رہتا تھا۔ جب حضرت صاحب لکھتے لکھتے اس طرف ٹہلتے اور اس مولوی کی نظر پڑ جاتی۔ تو وہ چھلانگ لگا کر اُسی وقت درخت پر چڑھ جاتا اور سخت دشنام دہی اور بکواس کرتا۔ جب حضرت صاحب نماز کے لئے باہر تشریف لاتے تو پولیس کا انتظام وسیع پیمانے پر ہوتا تھا۔

اکیدن حضرت اقدس عصر کی نماز کے بعد وہیں تشریف فرما ہوئے۔ اور آپکے حضور ذکر ہوا کہ وہ پٹھان مولوی بہت بکواس کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

وہ بیچارا زندہ ہی دوزخ میں جل رہا ہے۔ اگر پولیس اس کو اجازت دیدے تو وہ ہمارے سامنے آکر ہمکو گالیاں دے اور اس کو دوزخ سے نجات ہو جائے۔

اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے۔

(۳)

حضور کی صحبت کا اثر

اکیدن نماز عصر ہو رہی تھی اور مسجد مبارک میں صفیں پُر ہو چکی تھیں۔ کیونکہ ان دنوں مسجد مبارک بہت چھوٹی تھی۔ سب سے پچھلی صف میں خاکسار اور ایک شخص حاکم نامی احمدی (ہمارے گاؤں کا زمیندار) کھڑے تھے کہ اتنے میں نواب محمد علی خان صاحب مع دو کس معززین کے تشریف لائے۔ حاکم نے کہا کہ نواب صاحب آئے ہیں میں اپنی جگہ ان کو دے دیتا ہوں۔ اس نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ نواب صاحب نے فرمایا۔ نہیں میں پیچھے کھڑا ہوں گا۔ یہ جگہ آپ کی ہے۔ آپ اسی جگہ کھڑے رہیں۔ میں یہیں نماز پڑھ لوں گا۔ پھر آپنے اپنا کپڑا جوتیوں کے اوپر ہی بچھا لیا اور ان دونوں معززین کے ساتھ وہیں نماز ادا کی۔ اسلام نے جو مساوات سکھائی ہے۔ اس کا عملی نمونہ حضور علیہ السلام کی صحبت میں ہی ملتا ہے۔

(۴)

آپکی مہمان نوازی

جب کبھی کوئی خادم موجود نہ ہوتا۔ تو حضرت اقدس خود ہی بعض دفعہ اندر سے کھانے لے آتے۔ اور مسجد مبارک میں ہی مہمانوں کو کھلا دیتے۔ آپ کبھی ساتھ بیٹھ جاتے اور کچھ بیان فرماتے۔ اور کبھی ایک ٹکڑا روٹی کا لے کر اس کے باریک باریک ٹکڑے کرتے جاتے۔ اور گاہے آپ کوئی نوالہ کھا لیتے اس طرح آپکی خواہش یہ ہوتی تھی کہ مہمان زیادہ سے زیادہ اور خوشی سے کھائے۔

لاہور کالجوں کے احمدی طلباء نے

یوم التبلیغ کسطرح منایا؟

ساڑھے چار ہزار تبلیغی ٹریکٹ تقسیم کئے گئے

لاہور کالجوں کے احمدی طلباء کی سب سے بڑی انجمن احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن ہے مگر تبلیغی کام کو وسیع کرنے کے لئے طلباء نے چند دیگر سوسائٹیاں بھی بنائی ہوئی ہیں۔ جو اپنے رنگ میں بے انتہا مفید تبلیغی کام کر رہی ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:۔

(۱) احمدیہ ہوسٹل ایسوسی ایشن

احمدیہ ہوسٹل کے تمام ممبر چار آنہ ماہوار چندہ دیتے ہیں۔ یہ ایسوسی ایشن اپنے سرگرم اور قابل سکرٹری راجہ محمد اسلم صاحب بی۔ اے سٹوڈنٹ کی سرکردگی میں اب تک کئی ایک تبلیغی ٹریکٹ شائع کر چکی ہے۔ اس ایسوسی ایشن نے یوم التبلیغ کے موقع پر تیس آرٹ پیپر دو تبلیغی ٹریکٹ شائع کئے۔ جن میں ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مضمون پر مشتمل ہے دوسرا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا لکھا ہوا ہے۔

(۲) احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ

اسکے پریذیڈنٹ جناب غلام احمد صاحب ایم۔ اے اور سکرٹری مکرمی بشیر احمد صاحب ہیں۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم اسکے سرگرم کارکن رہتے ہیں۔ اس ایسوسی ایشن نے مکرمی خادم صاحب کا لکھا ہوا ٹریکٹ کرشن اوتار اُردو زبان میں تقسیم کیا۔

(۳) عشرہ کاملہ ۔ یہ مختصر انجمن صرف بارہ لڑکوں پر مشتمل ہے۔ اِس ایسوسی ایشن کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نونہالوں نے جاری کیا تھا۔ اب بھی میرزا منصور احمد صاحب میرزا داؤد احمد میرزا منور احمد صاحبان وغیرہ اسکے ممبر ہیں۔ مکرمی محبوب عالم صاحب خالد اور مکرمی چودھری بشیر احمد صاحب ایف ای۔ ایل اس کے سرگرم کارکن ہیں مؤخر الذکر سکرٹری ہیں۔ عشرہ کاملہ کا ہر ممبر ایک روپیہ ماہوار چندہ دیتا ہے اور ہر تیسرے ماہ تبلیغی ٹریکٹ شائع ہوتے ہیں۔ اگر جماعت احمدیہ میں کثرت سے ایسی انجمنیں بن جائیں تو آپ دیکھینگے کہ تبلیغی کام کس قدر وسیع پیمانہ پر ہوتا ہے میں اس مضمون کے ذریعہ

جماعتوں سے درخواست

کرتا ہوں کہ وہ کثرت سے ایسی تبلیغی انجمنیں بنائیں

عشرہ کاملہ نے یوم التبلیغ کے موقعہ پر "کرشن اوتار" انگریزی زبان میں تبلیغی ٹریکٹ شائع کیا۔

یہ سب ٹریکٹ ساڑھے چار ہزار کی تعداد میں شائع کئے گئے۔ اور باغوں۔ گرجوں۔ دکانوں۔ بازاروں اور کوٹھیوں میں تقسیم کئے گئے۔ لڑکے ٹولیاں بنا کر نکل گئے۔ زبانی اور تحریری تبلیغ کرتے رہے۔

(صاحبزادہ) عبدالوہاب عمر

دارالامان میں یوم التبلیغ

دارالامان کا یوم التبلیغ اسدفعہ گذشتہ ایام کی نسبت زیادہ شاندار اور پُر جوش تھا۔ مجاہدین کے پرے کے پرے دارالامان کے مختلف راستوں سے نکلتے ہوئے بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ مجاہدین نے اپنے اپنے سفر و نیز جانے سے قبل صبح کی نماز میں اپنی اپنی مساجد میں گڑ گڑا کر دعائیں کیں اور اسی سے اسلام کی فتح و نصرت کے لئے مدد چاہی باوجود اس کے احراری ایجنٹوں نے لوگوں کو دور دور تک بھڑکا رکھا تھا۔ مگر مجاہدین نے پُرامن اور پُر سکون طریق سے دور دور کے دیہات تک پیغام حق پہنچایا۔ جو لوگ سواری رکھتے تھے وہ اور بھی دور تک گئے۔

تمام احمدی دکاندار اور کاروباری لوگ اسدن تبلیغ کی غرض سے باہر دیہات میں چلے گئے تھے۔ یہ جوش صرف نوجوانوں میں ہی نہیں تھا۔ بلکہ بوڑھوں تک میں یہ جوش تھا۔ اور وہ اس خدمت میں نوجوانوں سے پیچھے رہنا گناہ سمجھتے تھے۔

بڑی کثرت سے مبلغین نے لٹریچر مختلف دیہات میں تقسیم کیا

قادیان کی اچھوت اقوام میں مہاشہ فضل حسین صاحب کی زیر نگرانی ایک وسیع پیمانہ پر دعوت کی گئی جس میں حضرت مولانا شیر علی صاحب اور مولانا نیّر صاحب نے تبلیغ کی۔ اچھوت عورتوں کی دعوت کے انتظام کو لجنہ اماء اللہ کی ممبروں نے اپنی توجہ اور محنت سے بارآور بنایا۔ اس تقریب پر **۳۰۔ اچھوت داخل اسلام ہوئے الحمد للہ ثم الحمد للہ**

اور اسیطرح یہ دن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح کامیاب اور بارآور رہا۔

50

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۵ء

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میرا بھائی فوت ہوگیا ہے۔ میں اس کی قبر پکی بناؤں یا نہ بناؤں؟

فرمایا:۔ اگر نمود اور دکھلاوے کے واسطے پکی قبریں اور نقش و نگار اور گنبد بنائے جاتیں تو یہ حرام ہے۔ لیکن اگر خشک ملا کی طرح یہ کہا جائے کہ ہر حالت اور ہر مقام میں کچی ہی اینٹ لگائی جاتے تو یہ بھی حرام ہے۔ انما الاعمال بالنیات عمل نیت پر موقوف ہے ہمارے نزدیک بعض وجوہ میں پکی کرنا درست ہے۔ مثلاً بعض جگہ سیلاب آتا ہے۔ بعض جگہ قبر میں سے میت کو کتے اور بجو وغیرہ نکال لیجاتے ہیں۔ مردے کے لئے بھی ایک عزت ہوتی ہے۔ اگر ایسے وجوہ پیش آجائیں تو اس حد تک نمود اور شان نہ ہو۔ بلکہ صدمہ سے بچانے کے واسطے قبر کا پکا کرنا جائز ہے۔ اللہ اور رسول نے مومن کی لاش کے واسطے بھی عزت رکھی ہے۔ ورنہ عزت ضروری نہیں۔ تو غسل دینے۔ کفن دینے۔ خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ مجوسیوں کی طرح جانوروں کے آگے پھینکدو۔ مومن اپنے لئے ذلت نہیں چاہتا حفاظت ضروری ہے جہاں تک نیت صحیح ہے خدا تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتا۔ دیکھو مصلحت الہٰی نے یہی چاہا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پختہ گنبد ہو۔ اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں۔ مثلاً نظام الدین فریدالدین قطب الدین۔ معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صلحا تھے۔

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم کے دنوں میں اماموں کی روح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں

فرمایا:۔

عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ شرک کی رسومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح رسومات کا کرنا ناجائز ہے۔

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ آپ کو ہر طرح سے بزرگ مانا جائے۔ اور آپ کے ساتھ صدق و اخلاص ہو۔ مگر آپ کی بیعت میں انسان شامل نہ ہووے تو اس میں کیا ہرج ہے؟ **فرمایا**

بیعت کے معنی ہیں اپنے تئیں بیچ دینا۔ اور یہ ایک کیفیت ہے۔ جس کو قلب محسوس کرتا ہے۔ جبکہ انسان اپنے صدق و اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتے ص تو انسان سمجھ لے کہ ابھی اُس کے صدق و اخلاص میں کمی ہے۔

ص تو وہ بیعت کے لئے خود بخود مجبور ہو جاوے اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جاوے

اس بات کا ذکر آیا کہ لاہوری علماء نے الٰہی بخش ملہم سے یہ سوال کیا ہے کہ آیا تمہارا الہام تلبیس ابلیس سے معصوم ہے یا نہیں جس کے جواب میں الٰہی بخش نے کہا کہ میرا الہام دخل شیطان سے پاک نہیں۔ اسپر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:۔

یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس میں کیا سر ہے۔ اور کسی کا الہام یا کشف شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک ہوتا ہے۔ انسان کے اندر دو قسم گناہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن سے انسان خدا کی نافرمانی دیدہ و دانستہ کرتا ہے۔ اور بیباکی سے گناہ کرتا ہے۔ ایسے لوگ مجرم کہلاتے ہیں۔ یعنی خدا سے ان کا بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے۔ اور وہ شیطان کے ہو جاتے ہیں۔

اور دوسرے وہ لوگ جو ہر چند بدی سے بچتے ہیں۔ مگر بعض بہ سبب کمزوری کے کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ سو جس قدر انسان گناہوں کو چھوڑتا اور خدا کی طرف آتا ہے۔ اسیقدر اس کی خواب اور کشف دخل شیطانی سے پاک ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اُن تمام دروازوں کو بند کرتا ہے۔ جو شیطان کے اندر آنے کے ہیں تب اُس میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں آتا۔

جب تم سنو کہ کسی کو الہام ہوتا ہے۔ تو پہلے اس کے الہام کی طرف مت جاؤ۔ جب تک کہ انسان اپنے تئیں شیطان کے دخل سے پاک نہ کرے اور بیجا تعصبوں اور کینوں اور حسدوں سے اور ہر ایک خدا کو ناراض کرنیوالی بات سے اپنے آپ کو صاف نہ کرلے۔ دیکھو اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک حوض ہے۔ اور اس میں بہت سی نالیاں پانی کی گرتی ہیں۔ پھر ان نالیوں میں سے ایک پانی گندہ ہے۔ تو کیا وہ سارے پانی کو گندہ نہ کردے گا۔ یہی راز ہے جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا گیا کہ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ہاں انسان کو ان کمزوریوں کے دور کرنے کے واسطے استغفار بہت پڑھنا چاہیئے۔ گناہ کے عذاب سے بچنے کے واسطے استغفار ایسا ہے۔ جیسا کہ ایک قیدی جرمانہ دے کر اپنے تئیں قید سے آزاد کرالیتا ہے مگر استغفار سے خدا اُس کو نیچے دبا دیتا ہے

(الحکم جلد ۵ ۱۹ تاریخ تقریر ۷ ارمئی ۱۹۰۱ء)

۷ ارمئی ۱۹۰۱ء کو سوال ہوا کیا آپ دوسرے صوفیا اور مشائخ کی طرح عام طور پر بیعت لیتے ہیں یا بیعت لینے کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے؟ فرمایا:۔

ہم تو امر الٰہی سے بیعت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم شتہاروں میں بھی یہ الہام لکھ چکے ہیں کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔

فرمایا:۔ جذبات ردیہ گناہ سے چھوٹ جانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہیئے جب سب سے زیادہ خدا کی عظمت و جبروت دل میں بیٹھ جاتے تو گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کے خوف دلانے سے بسا اوقات لوگوں کے دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ مر جاتے ہیں۔ تو پھر خوف الٰہی کا اثر کیوں کم نہ ہو۔ چاہیئے کہ اپنی عمر کا حساب کریں۔ اُن دوستوں اور رشتہ داروں کو یاد کریں۔ جو اُنہیں میں سے نکل کر چلے گئے۔ لوگوں کے صحت ایام یوں ہی غفلت میں گذر جاتے ہیں۔ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ خوف الٰہی دل پر غالب رہے۔ جب تک انسان طول امل کو چھوڑ کر اپنے پر موت وارد نہ کرے تب تک اُس سے غفلت دور نہیں ہوتی۔ چاہیئے کہ انسان دعا کرتا رہے یہاں تک کہ خدا اپنے فضل سے نور نازل کرے جو زندہ یا بندہ۔

فرمایا:۔ حدیث شریف میں آیا ہے:۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیح آئے اس کو میرا سلام کہنا۔ اس حدیث کے مطلب میں غور کرنا چاہیئے۔ اگر مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود تھے تو خود حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی ملاقات معراج میں کی تھی۔ اور نیز حضرت جبرئیل ہر روز وہاں سے آتے تھے۔ کیوں نہ انکے ذریعہ سے اپنا سلام پہنچایا۔ اور پھر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی بعد از وفات آسمان پر ہی گئے تھے اور وہاں ہی حضرت مسیح بھی ہیں۔ اور حضرت مسیح کو تو خود رسول کریم کے پاس سے ہو کر زمین پر اُترنا تھا۔ تو پھر اس کے کیا معنی ہوئے کہ زمین والے ان کو آنحضرت کا سلام پہنچائیں۔ کیا اس صورت میں حضرت عیسےٰ اُن کو یہ جواب نہ دینگے کہ میں تو خود اُن کے پاس سے آتا ہوں۔ تو تم یہ سلام کیا دیتے ہو۔ یہ تو وہ مثال ہوئی کہ گھر سے میں آؤں اور خبریں تم دو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم اور آپ کے اصحاب کا یہی عقیدہ اور مذہب تھا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ اور آنیوالا مسیح اسی اُمت میں سے بروزی رنگ میں ہو گا۔ اللھم ایدہ وانصرہ واخذل اعدائہ۔ آمین۔

سوال ہوا کہ فواحشات کی طرف لوگ جلد جھک جاتے ہیں۔ اور اُن سے لذت اُٹھاتے ہیں۔ جن سے خیال ہو سکتا ہے کہ اُن میں بھی ایک تاثیر ہے۔ فرمایا:۔

بعض اشیاء میں نہاں در نہاں ایک خلق صلی سے کام آجاتا ہے۔ وہ شے طفیلی طور پر کچھ حاصل کرلیتی ہے۔ مثلاً راگ اور خوش الحانی۔ لیکن

دراصل اپنی سچی لذت اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور کسی شے میں نہیں ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ دوسری چیزوں سے محبت کرنے والے آخر اپنی حالت سے توبہ کرتے اور گھبراتے اور اضطراب دکھاتے ہیں۔ مثلاً ہر ایک فاسق اور بدکار سزا کیوقت اور پھانسی کیوقت اپنے فعل سے پشیمانی ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کو ایسی استقامت عطا ہوتی ہے کہ وہ ہزار ایذائیں دیتے جائیں۔ مارے جائیں قتل کیئے جائیں وہ ذرا جنبش نہیں کھاتے۔ اگر وہ شے جو انھوں نے حاصل کی ہے اصل نہ ہوتی اور فطرت انسانی کے ٹھیک مناسب نہ ہوتی۔ تو کروڑوں موتوں کے سامنے ایسے استقلال کے ساتھ وہ اپنی بات پر قائم نہ رہ سکتے۔ یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ فطرت انسانی کے نہایت ہی قریب یہی بات ہے جو ان لوگوں نے اختیار کی ہے۔ اور کم از کم بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں نے اپنی سوانح سے اس بات کی صداقت پر مہر لگادی ہے

فرمایا:۔ آئندہ زندگی میں مومن کے واسطے بڑی بجلی کے ساتھ ایک بہشت ہے۔ لیکن اس دنیا میں بھی اس کو ایک مخفی جنت ملتی ہے یہ جو کہا گیا ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن یعنی قید خانہ ہے۔ اس کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ ابتدائی حالت میں جبکہ انسان اپنے آپ کو شریعت کی حدود کے اندر ڈال لیتا ہے۔ وہ اچھی طرح اس کا عادی نہیں ہوتا۔ تو وہ وقت اس کے لئے تکلیف کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ زمانہ ہی کی مقیدی ہے نکل کر نفس کے مخالف اپنے آپ کو احکام الٰہی کی قید میں ڈالدیتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ وہ اس سے ایسا اُنس پکڑتا ہے کہ وہی مقام اس کے لئے بہشت ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو قید خانہ میں کسی پر عاشق ہو گیا ہو۔ پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ قید خانہ سے نکلنا پسند کرے گا؟

اپنی زبان میں دعا سوال ہوا ہے کہ آیا نماز میں اپنی زبان میں دعاء مانگنا جائز ہے؟ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

سب زبانیں خدا نے بنائی ہیں۔ چاہیئے کہ اپنی زبان میں جس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ نماز کے اندر دعا مانگے۔ کیونکہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ تاکہ عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ کلام الٰہی کو ضرور عربی میں پڑھو۔ اور اس کے معنی یاد رکھو اور دعا بیشک اپنی زبان میں مانگو۔ جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور پیچھے لمبی دعا کرتے ہیں۔ وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے نماز میں بہت دعا مانگو۔

۱۸ مئی ۱۹۰۱ء کو فرمایا

اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو۔ بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اس کو بدل دیگا یا اسی کو نیک کر دے گا

جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ مومن کے لیے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔ اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

۲۶ مئی ۱۹۰۱ء کو کہیں سے خط آیا کہ ہم ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ اور تبرکاً آپ سے بھی چندہ چاہتے ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

ہم تو دے سکتے ہیں۔ اور یہ کچھ بڑی بات نہیں مگر جبکہ خود ہمارے ہاں بڑے بڑے اہم اور ضروری سلسلے خرچ کے موجود ہیں۔ جن کے مقابل میں اس قسم کے خرچوں میں شامل ہونا اسراف معلوم ہوتا ہے۔ تو ہم کس طرح سے شامل ہوں۔ یہاں جو مسجد خدا بنا رہا ہے اور وہی مسجد اقصیٰ ہے وہ سب سے مقدم ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اس کے واسطے روپیہ بھیج کر ثواب میں شامل ہوں۔ ہمارا دوست وہ ہے جو ہماری بات کو مانے نہ وہ جو اپنی بات کو مقدم رکھے۔

حضرت امام ابو حنیفہؓ کے پاس ایک شخص آیا کہ ہم ایک مسجد بنانے لگے ہیں۔ آپ بھی اس میں کچھ چندہ دیں۔ انھوں نے عذر کیا کہ میں اس میں کچھ نہیں دے سکتا۔ حالانکہ وہ چاہتے تو وہ بہت کچھ دیتے۔ اس شخص نے کہا کہ ہم آپ سے بہت نہیں مانگتے۔ صرف تبرکاً کچھ دے دیجئے۔ آخر انھوں نے ایک دوانی کے قریب دیدیا شام کیوقت وہ شخص دوانی لیکر واپس آیا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت یہ تو کھوٹی نکلی ہے۔ وہ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا خوب ہوا۔ دراصل میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ میں کچھ دوں۔ مسجدیں بہت ہیں۔ اور مجھے اس میں اسراف معلوم ہوتا ہے۔

(الحکم جلد ۵ ۲۰ تاریخ ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء)

یاد رکھو کہ فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں۔ مومن کے لئے حکم ہے۔ وہ اپنے اخلاق کو اس درجہ پر پہنچائے کہ وہ متعدی ہو جائیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابل پذیرائی اور واجب التعمیل نہیں ہو سکتی جب تک اس کے اندر ایک چمک اور جذب نہ ہو اس کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے۔ اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجہ کی خوبیاں خود بخود دوسرے کو عمل کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ دیکھو حاتم کا نیکنام ہونا سخاوت کے باعث مشہور ہے۔ گو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خلوص سے تھی۔ ایسا ہی رستم اور اسفندیار کی بہادری کے فسانے عام زبان زد ہیں اگرچہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ خلوص سے تھے۔ میرا ایمان اور مذہب یہ ہے کہ جب تک انسان سچا مومن نہیں بنتا اس کے نیکی کے کام خواہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں۔ لیکن وہ ریاکاری کے ملمع سے خالی نہیں ہوتے۔ لیکن چونکہ ان میں نیکی کی اصل موجود ہوتی ہے۔ اور یہ وہ قابل قدر جوہر ہے جو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اسلیئے بایں ہمہ ملمع سازی و ریاکاری وہ عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے میرے پاس ایک نقل بیان کی تھی اور خود میں نے بھی اس قصہ کو پڑھا ہے۔ کہ سر فلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ ذٹفن ملک ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا۔ تو اس وقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کیوقت جب اس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا مہیا کیا گیا۔ تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو نہایت پیاسا تھا وہ سر فلپ سڈنی کی طرف حسرت اور طمع کے ساتھ دیکھنے لگا سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھ کر وہ پانی کا پیالہ خود نہ پیا اور بطور ایثار یہ کہہ کر اس سپاہی کو دیدیا کہ "تیری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے" مرنے کیوقت بھی لوگ ریاکاری سے نہیں رکتے۔ ایسے کام اکثر ریاکاروں سے ہو جاتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو اخلاق فاضلہ والے انسان ثابت کرنا یا دکھانا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ اس کی ساری باتیں بری حالت کی ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انسان اچھی باتوں کی کیوں پیروی نہیں کرتا۔ اس کے جواب میں میں یہی کہوں گا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان فطرتاً کسی کی پیروی نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کمال کی مہک نہ ہو۔ اور یہی ایک سر ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرتا رہا ہے۔ اور خاتم النبیین کے بعد مجددین کے سلسلہ کو جاری رکھا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور .... اثر کی قوت رکھتے ہیں۔ اور نیکیوں کا کمال ان کے وجود میں نظر آتا ہے۔ اسلیئے کہ انسان کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی لیکن یہ بات کہ انبیا علیہم السلام اور خدا تعالےٰ کے ماموروں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ اور ان کی تعلیم کی طرف عدم توجہی کیوں کی جاتی ہے اس کا باعث زمانہ کی وہ حالت ہوتی ہے۔ جو ان پاک وجودوں کی بعثت کا موجب ہوتی ہے زمانہ میں فسق و فجور کا ایک دریا رواں ہوتا ہے اور ہر قسم کی بدکاریاں اور برائیاں خدا تعالیٰ سے بعد اور حرمان اس وہاب عمدہ مادے کو اپنے نیچے دبا لیتا ہے۔ چونکہ بدکاریوں کے کمال کا ظہور ہوا ہوا ہوتا ہے۔ اسلیئے طبیعت کا یہ مادہ کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اسطرف رجوع کر گیا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ سر ہوتا ہے کہ ابتداءً انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کی مخالفت اور ان کی تعلیم سے بے پروائی ظاہر کی جاتی ہے۔ آخر ایک وقت آجاتا ہے۔ کہ ان نیکی کے بروز اور کمال کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

والعاقبة عند ربك للمتقين

(باقی آئندہ)

اِدھر اُدھر سے

مولوی ظفر علی خان

(جنرل سکرٹری انجمن خادم الحکمت لاہور کی قلم سے)

اس پولٹیکل گرگٹ۔ سیاسی غدار اور مذہبی دجال کی شرمناک بوقلموں لاتعد فرزندان اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ بات کا بتنگڑ بنانا اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتانا اسکی فطرت اور گھٹی میں داخل ہے۔ شریفوں کی پگڑیاں اُچھالنا اس کا مذہبی اور اخلاقی شعار ہے۔ اپنے اُن محسنوں کی مخالفت و توہین کرنا اس کا جزو ایمان ہے۔ کہ جو دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ کے مقولہ پر عمل کرتے ہوئے کبھی ناغہ یا التوا اختیار کریں۔ یا کسی ملعون و مردود فرقہ سے اس کا چند سنہری و روپہلی ٹکلیاں وصول کر کے بیگناہ مخلص مسلمانوں کو گالیاں دینا اور انھیں بیوجہ اور ناحق بدنام کرنا اسطرح مشہور ہے جس طرح کوئی فاحشہ اور بدکار عورت رسوائے جہاں ہوتی ہے۔

گالیاں دینا کس کا شیوہ ہے

زمیندار علیہ ما علیہ کا یہ ایک قدیمی شیوۂ خصوصی ہے کہ وہ بیوی کو کان بن کر ہمیشہ گالیاں تو خود دیا کرتا ہے۔ یعنی البادی اظلم کا مصداق خود بنتا ہے۔ اور الزام دوسروں پر لگایا کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص ہمیں گالیاں دیتا ہے۔ اس قسم کے جھوٹ بولنے میں جناب زمیندار ایسے طاق اور ماہر و مشاق ہیں کہ شیطان لعین کے بھی کان کترہ دیتے ہیں۔ کوئی اس تخم ہلاہل سے پوچھنے والا نہیں کہ پہل اور ابتدا تو تم خود کرتے ہو۔ لیکن جب دوسری طرف سے کفر توڑ جواب آتا ہے تو ایک ہاتھ سر پہ رکھ کر اور ایک ہاتھ تہ اسفل رکھ کر بلبلا اُٹھتے ہو۔ کہ فلاں شخص نے ہمارا دماغ بلبلا اور قافیہ تنگ کر دیا ہے۔ یہ کوئی غلط اتہام یا بہتان و افترا نہیں کہ اس بدگو فتنہ پرداز کی دشنام طرازیوں اور تضحیک و توہین سے آج تک دنیائے اسلام کی کوئی شریف و معزز و مقتدر ہستی محفوظ نہیں رہ سکی۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب مجدد علی پوری کو یہ بیخ ناک جھکی ہمیشہ فحش اور گندی سے گندی گالیاں دیتا رہا ہے۔ اور طرح طرح کے بیجا افترا و بہتان باندھتا رہا ہے۔ اس تمام شیطنت میں صرف دو ناپاک و رذیل جذبے کام کر رہے تھے۔ ایک تو یہ کہ حضرت پیر صاحب موصوف نے اس بلنیر یا پشتر بجائیہ کو اس کی مطلوبہ ایک لاکھ روپے کی رقم اپنے مریدوں سے جمع کر کے نہ دی۔ اور دوسرے پنجاب کی نجدی ذریت اس بندۂ زر کی زور سے پیٹھ ٹھونکتی۔ کہ تم حضرت شاہ صاحب کی خوب مخالفت کرو۔ ہم سونے چاندی کے دہکتے ہوئے ایندھن سے تمہارا جہنم شکم گرم رکھیں گے۔ کیا یہ بھی کوئی چھپی ہوئی حقیقت ہے کہ اس فتنہ مجسم نے ایک عرصہ دراز تک بدزبانیوں سے کام لیتے ہوئے نہ صرف حضرت شاہ صاحب کی توہین و دل آزاری کی بلکہ حضرت شاہ صاحب کے لاکھوں مریدوں کے دل دکھا کر ہندوستان میں فتنہ و فساد کی آگ سلگا دی

اسیطرح کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ حضرت قبلہ سید مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف کو یہ تخم ہلیلہ اور بیخ حنظل ہمیشہ گالیاں دیکر اُن کے لاکھوں مریدوں کی دل آزاری کرتا رہا ہے۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ یہ تخم بنبہ دانہ اور بیخ بوریدان ہمیشہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب رح اور حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب قبلہ اور دیگر علمائے بریلی کو گالیاں دیکر اور اُن کا تمسخر اُڑا کر ان سے لاکھوں عقیدت مندوں کی دل آزاری کرتا رہا ہے۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ حضرت مولانا دیدار علی صاحب امیر انجمن حزب الاحناف کے خلاف یہ فضلۂ سقنقور ہمیشہ گندے سے گندے مضامین نظم و نثر میں لکھتا رہا۔ اور ان کے ہزارہا معتقدین کی دل آزاری کرتا رہا ہے۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ اس تخم فندق کی بدزبانیوں سے علمائے دیوبند بھی محفوظ نہیں رہے

اور کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ اس بول قراطین کی مخالفتوں اور بدزبانیوں سے انجمن حمایت الاسلام لاہور اور دیگر اسلامی ادارے بھی محفوظ نہیں رہے

کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ اس زہرۂ خارپشت کی ہرزہ سرائیوں اور بدزبانیوں سے محض اختلاف رائے کیوجہ سے مسلمانوں کا کوئی بھی معزز و مقتدر لیڈر محفوظ نہیں رہ سکا۔ جناب سر شفیع مرحوم اور سر فضل حسین تو ایک طرف رہے۔ مولانا محمد علی مرحوم کی مخالفت اور توہین و تذلیل میں اس نجدی بھانڈ نے کونسا دقیقہ باقی اُٹھا رکھا تھا۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی مخالفت میں اس تعکیر کنتھریک نے محض اختلاف رائے کی وجہ سے کیا کچھ زہر چکانی اور نیش زنی نہیں کی۔ اور ان کی شاعری کو بے معنی اور مہمل قرار دیتے ہوئے نہایت ہی شتر آہنگی کے ساتھ یہ دعوی کیا ؎

منش کردہ ام رستم داستاں
وگرنہ یلے بود در سیستاں

اور ان کے خلاف کئی ایک نظمیں لکھیں۔ ایک کا مصرعہ تو ہمیں بھی یاد ہے کہ ؎

قوم کی لٹیا ڈبو دی کس نے؟ سر اقبال نے

اسکو بھی جانے دو اس کفتار الملاک اور شغال مخبریہ کی نازیبا حرکات سے تو اولیائے متقدمین بزرگان دین حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپکے صحابہ کرام آپ کی ازدواج مطہرات کی ارواح مقدسہ بھی محفوظ نہیں رہ سکیں۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ اس مردود ازلی نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مزار پاک اور مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر ماثر متبرکہ و مقدسہ کو لات وعزیٰ کے استھانوں سے تشبیہ دیکر مسلمانان عالم کے دل مجروح کیئے تھے۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ولادت کو ایسے شرمناک طریق سے شائع کیا تھا جسے نقل کرتے ہوئے ہاتھ کانپتا ہے۔ اور کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے۔ اور ستم تو یہ ہے کہ ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ زمیندار میں اسیطرح شائع ہوا۔

اسیطرح کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ اس تخم فلفل کی تیز کلامیوں سے تمام معاصرین بھی نالاں ہیں۔ کیا ریاست انقلاب وغیرہ اخبارات سے اس کی ہمیشہ لپہ ڈگی نہیں رہتی رہی۔ اور انہیں اس نے اپنی ناپاک صحافت کی کیسی کیسی غلیظ کیچڑ نہیں اُچھالی۔ لیکن ہمیشہ ناک پر انگلی رکھ کر جناب زمیندار کا عملہ یہی کہتا رہا کہ لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ اور ہمارے منہ میں نہ تو دانت ہیں اور نہ زبان ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

(ضمیمہ رسالہ تبصرۃ الاطبا لاہور)

کیا پنجاب کے مسلمانوں میں خونریزی ہوگی؟

امرتسر کے معزز مسلمانوں کا کلمۃ الحق

عنوان بالا سے "حقیقت" لکھنؤ نے مورخہ ۲۵/۲ کو ایک مقالہ افتتاحیہ سپرد قلم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "کچھ عرصہ سے پنجاب میں جماعت احرار نے قادیان کی احمدی جماعت کے خلاف پوری قوت کے ساتھ اپنی سرگرمیوں کا رخ پھیر دیا ہے۔ جس سے سخت ہنگامہ آرائیوں کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اسوقت تک یہ ایجیٹیشن ایسی صورت اختیار کر چکا ہے کہ ہمیں اس امر کا قوی اندیشہ ہے۔ کہ اس کا نتیجہ یہ نہ ہو کہ خونریزی شروع ہو جائے۔ اور مسلمانوں کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو جاویں۔ پنجاب کے اسلامی اخبارات میں سے بعض اس فتنہ کو مشتعل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی فکر میں ہیں........ تحفظ مذہب کا نام لے کر کوئی ایسی تحریک شروع کرنا جو سخت فتنہ انگیزی کا باعث ہو اور اس سے شیرازہ اسلام میں انتشار پیدا ہوتا ہو ہرگز مستحسن و قابل ستائش نہیں"!

ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے احرار کو یا دوسرے علمائے عظام کو حق ہے کہ وہ احمدیت کے خلاف دلائل سے بحث کریں۔ اگر "حقیقت" کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان احمدیت کے خلاف تبلیغ کرنا ہی ترک کر دیں۔ تو یقیناً اس سے کوئی بھی مسلمان متفق نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نہایت سرگرمی سے اپنے عقائد پھیلانے میں مصروف ہے اسلیے

جو لوگ احمدیت کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں انھیں حق ہے کہ وہ اپنے خیالات و دلائل کی اشاعت کریں۔ لیکن اگر "حقیقت" کی غرض یہ ہے کہ اس اختلاف کو وجہ منافرت بنایا جاوے۔ تو ہم یقیناً ممدوح کے ساتھ متفق ہیں

مسلمانوں کے اندر ستر یا بہتر فرقے موجود ہیں وہ تمام ایک دوسرے کو کافر سمجھتے ہیں۔ ان میں بیحد اختلافات موجود ہیں۔ اگر وہ تمام فرقے اختلاف عقائد کی وجہ سے آپس میں دست بگریباں ہونے لگ جاویں تو ملت اسلامیہ کے اندر ایک قسم کی آگ سلگ پڑے گی جو کبھی فرو نہ ہوگی۔ جو بھی نیا فرقہ پیدا ہوا اُس کو مٹانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن واقعات شاہد ہیں کہ کبھی کامیابی نہیں ہوئی۔ بلکہ جس گروہ کی جسقدر شدت سے مخالفت کی گئی وہ اسیقدر ترقی کر گیا۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ اہلحدیثوں کے خلاف ملک میں ایک آگ بھڑک رہی تھی۔ کیا اس آگ نے وہابیت کو جلا کر رکھ دیا۔؟ نہیں بلکہ نتیجہ یہ ہوا کہ آج اہلحدیث اسلام کا ایک ضروری عنصر تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ اور وہ منافرت جو وہابیوں کے ساتھ تھی بالکل رفع ہو چکی ہے۔ اسیطرح بظاہر حالات احمدیوں کو مٹانا ناممکن ہے۔ پھر کیوں خواہ مخواہ ایسا طریقہ اختیار کیا جاوے۔ جس سے شیرازہ اسلام میں انتشار پیدا ہونے کا امکان ہو۔

بالخصوص موجودہ حالات میں تو ضرورت ہے کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں کو دعوت اتحاد دیجاوے۔ اور جب مرزائی اپنے آپ کو مسلمانوں کے ساتھ منسلک کرتے ہیں اور اسلامی سیاسیات سے ہمدردانہ سلوک کرنے کے لئے تیار ہیں تو ان کو خواہ مخواہ علیحدہ کرنا ایک بڑے بھاری فتنہ کے لیئے راستہ صاف کرنا ہے۔ ڈاکٹر کچلو نے جب آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی اُسوقت بھی بعض لوگوں نے احمدیوں کی شمولیت پر اعتراض کیا تھا۔ لیکن خود ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو اور دوسرے زعماء اسلام نے جماعت احمدیہ کے نمایندوں کو شامل کرنا ضروری سمجھا۔ اور احمدی دوست اس کانفرنس میں شامل ہوئے۔

مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس ہندوستانی مسلمانوں کی دو نمایندہ سیاسی مجالس ہیں۔ ان میں ہمیشہ احمدیوں کو شامل کیا گیا۔ اور یہ حقیقت ثابت شدہ ہے کہ احمدیوں نے کبھی اسلامی سیاسیات سے غداری نہیں کی۔ بلکہ ان جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ وفاداری کا ثبوت دیا۔ اور اپنی نمایندگی کے تناسب سے بہت زیادہ خدمت کی۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ مسلمان احمدیوں کے ساتھ اختلاف عقائد رکھنے کے باوجود سیاسی اتحاد سے انکار کرکے اپنی قوتوں کو مسلوب کرنے کا اقدام کریں۔ درآنحالیکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسوقت کمیونل ایوارڈ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے ہندو اور سکھ آپس میں متحد ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں جماعتوں میں مذہبی عقائد کے لحاظ سے کوئی بھی نسبت نہیں ہے برخلاف اس کے کہ احمدی خدائے واحد و قہار کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ قرآن مجید کو خدا کا آخری پیغام تسلیم کرتے ہیں۔ تمام انبیاء و رسل پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

کیا تعجب ہے کہ ہندو اور سکھ عقائد میں بعد المشرقین ہونے کے باوجود سیاسی وجوہات کی بناء پر متحد ہو رہے ہیں اور مسلمان باوجود اتنی اصولی مناسبتوں کے بھی ایک دوسرے سے نفرت کرکے اپنی قوتوں اور طاقتوں میں انتشار پیدا کرنے کے درپے ہیں۔ حالانکہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت مسلمان تمام اندرونی اختلافات کو بھول جاویں۔ اور رسول امین کے فرمان واجب الاذعان من قال لا اله الا الله دخل الجنة کے پیش نظر تمام مسلمان کہلانیوالے فرقوں سے کم از کم سیاسی اتحاد کرکے کمیونل ایوارڈ کی گتھی کو سلجھانے کی فکر کریں

ہمیں اُمید ہے کہ اسلامی پریس ہماری اس مخلصانہ درخواست پر توجہ فرماوے گا۔ اور اپنی پہلی فرصت میں اس مسئلہ کے متعلق اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کرے گا۔ تاکہ بقول "حقیقت" پنجاب کے مسلمانوں میں خونریزی کا امکان نہ رہ جاوے اور ہم کمیونل ایوارڈ کے مسئلہ میں کامیابی حاصل کر سکیں

ہمیں اہل الرائے زعماء سے بھی توقع ہے۔ کہ وہ حالات پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور بقول اسے ؎

سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل

معاملہ کو بڑھنے نہ دیں گے۔ بلکہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو متحد و متفق بنانے کی جانب قدم بڑھائینگے۔ اور پوری قوت و طاقت کے ساتھ کمیونل ایوارڈ کی حمایت میں مصروف ہو جاویں گے ؎

اُٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

المشتہران

(ملک) فیض الحسن (صاحب) (خواجہ) نذیر حسین (صاحب) عنبر۔ (چودھری) نذیر احمد خان (صاحب) (میاں) تاج الدین احمد (صاحب)۔ (غازی) عبد القدوس (صاحب) (چودھری) جوہر خان (صاحب) (حکیم) اسعد جوایا (صاحب) (شیخ) نصرت علی (صاحب) (قاری) کریم اللہ (صاحب) (حاجی) عبد السبحان (صاحب) (ماسٹر) نصیر الدین بٹ (صاحب) ساکنان ضلع امرتسر (مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۵ء)

قادیان میں کیا ہو رہا ہے؟

ایڈیٹر صاحب اخبار "رشی" امرتسر کی قلم سے

ایڈیٹر صاحب اخبار رشی امرتسر نے اپنے ۸ مارچ کے پرچے میں عنوان مندرجہ بالا پر ایک مفصل مضمون شائع کیا ہے۔ جس کا ایک اقتباس ہم قارئین الحکم کے لئے شائع کرتے ہیں (ایڈیٹر)

غیر احمدی اخباروں کے متواتر مطالعہ سے شک پیدا ہوتا ہے کہ نہ جانے قادیان میں ہندو اور دیگر اقوام کے باشندوں پر کیا کیا ظلم ڈھائے جاتے ہوں گے۔ لیکن یہ بات صریحاً غلط ہے اور محض لوگوں کو احمدیہ جماعت کی طرف سے متنفر کرنے کی غرض سے پھیلائی جاتی ہے۔ ہندوؤں سکھوں اور دوسرے غیر احمدی فرقوں کو کوئی شکایت نہیں بلکہ وہ لوگ احمدیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب سے اس جماعت نے قادیان میں زور پکڑا ہے۔ کبھی کسی کو معمولی سے معمولی شکایت کا بھی موقع نہیں ملا لوگ احمدیوں کی نیک نیتی اور شرافت کے اسقدر معتقد ہیں کہ انھوں نے اپنی دوکانوں پر پہرہ کے واسطے بھی احمدی ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ کئی ہندو تو اپنا روپیہ پیسہ اور زیورات دار الامان کے خزانہ میں جمع کرا چھوڑتے ہیں۔ اور بوقت ضرورت لے لیتے ہیں۔ شاذ و نادر اگر کبھی کوئی تنازعہ ہوا بھی ہے تو وہ صرف اراضی یا کسی اور لین دین کے معاملہ میں۔ سو یہ جھگڑے ہر جگہ اور ہر فرقہ میں بلکہ بھائیوں بھائیوں میں بھی ہوتے رہتے ہیں۔

قادیان میں آریہ سماج ہے۔ ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول ہے۔ لیکن کبھی احمدیوں اور اُن کے درمیان شکر رنجی نہیں ہوئی۔ حالانکہ دیگر مقامات میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اگر ذرا سی بھی کوئی بات احمدیوں سے ہو جائے۔ اور یہ لوگ کتنے بھی حق پر کیوں نہ ہوں۔ مخالفین بات کا بتنگڑ بنا کر جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایک آدھ موقع پر کسی مشتبہ آدمی کو مسجد سے نکالدیا گیا۔ اس میں احمدی کارکن حق بجانب تھے کیونکہ مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے کپڑوں جوتوں کو چوروں اور اُٹھائی گیروں سے محفوظ رکھنا بھی منتظموں کا فرض ہے۔ اور یاروں نے موقع غنیمت پاکر ملک بھر میں غوغا مچا دیا کہ احمدیوں نے ایک غیر احمدی کو مسجد سے نکال دیا۔ اس کی بے عزتی کی۔ ایسی کئی اور مثالیں بھی ہیں۔ لیکن ان کا فرداً فرداً ذکر کرنا کچھ ضروری نہیں

جو لوگ محض پوسٹر اور اخباروں میں مندرجہ گمراہ کن خبریں پڑھ کر خواہ مخواہ کسی فرقہ کے خلاف رائے قائم کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ خود موقع پر جا کر حالات دریافت کریں۔ اور دیکھیں کہ کسی ذاتی غرض سے انھیں بے وقوف تو نہیں بنایا جا رہا۔

احمدیوں اور احراریوں میں مذہبی مسائل کے لحاظ سے اختلاف ضرور ہوں۔ لیکن احمدیوں کے دلوں سے وہ امن سوز جوش مفقود ہے جو احراریوں میں موجود ہے۔ شاید یہی وجہ ہے۔ کہ احمدیوں کی تقریروں اور تحریروں سے منافرت اور غارت گری کے جذبات کا اظہار نہیں ہوتا۔ راستی کا ساتھ دینا ہر انسان کا فرض ہے۔ اسلئے مجھے جو حالات قادیان اور وہاں کے باشندوں کی نسبت معلوم تھے ان کا اظہار کرکے اس فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں

میرا خیال ہے کہ صلح و اتحاد کے حامی صاحبان اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ جیسے بھی ان سے بن پڑے لوگوں پر اصلیت ظاہر کریں۔ اور ان کو غلط فہمی کا شکار ہونے سے بچائیں۔ (رشی)

52

احمدیت کا پیغام

فخر قوم چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا لیکچر

اسلام کی نئی خوبیوں کا اظہار

ہم صاحبزادہ مولوی عبدالوہاب صاحب عمر خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے از حد شکر گذار ہیں کہ انھوں نے فخر قوم چودھری صاحب کے جلسے اور تقریر کے مفصل حالات تحریر فرمائے ہیں
صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب عمر کو الحکم سے خاص محبت ہے۔ ہمکو امید ہے کہ وہ اپنے اخلاص و محبت کا اسی طرح ثبوت دیتے رہیں گے۔ (ایڈیٹر)

لاہور ۔ ۲ر مارچ ۔ سات بجے شام احمدیہ انٹر کالیجیٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام وائی۔ ایم۔ سی اے ہال میں ایک ممتاز مجمع کے سامنے جس میں تمام مذاہب کے لوگ کثرت سے شریک تھے ۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب بار ایٹ لا نے "احمدیت کا پیغام" کے موضوع پر لیکچر دیا ۔ جناب سید عبدالقادر صاحب ایم ۔ اے صدر تھے۔

سید عبدالقادر صاحب ایم اے کی تقریر

شاہ صاحب نے چودھری ظفر اللہ خان کی تعریف کرتے ہوئے کہا :- "جناب چودھری صاحب صرف ایک بلند پایہ قانون داں اور سیاست دان ہی نہیں ۔ بلکہ وہ دینیات کے بہت بڑے عالم ہیں آج اسی حیثیت سے آپکے سامنے پیش ہو رہے ہیں ان کی تقریر سے آپ خود اندازہ کر لینگے کہ آپ نے اسلامی تعلیمات کا کس قدر گہرا مطالعہ کیا ہے مجھے امید ہے کہ آپ ان کی تقریر کو غور سے سنیں گے۔

چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر

حضرات ! اگر مجھے تقریر کرنے کے لئے دعوت دیجائے تو میں حتی الوسع اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ مگر اسدفعہ جب احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کے سکرٹری میرے پاس آئے ۔ تو میں نے خوشی سے ان کی دعوت کو منظور کر لیا

اس کی وجہ یہ تھی کہ آجکل اردو پریس میں احمدیت کو غلط رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے ۔ اور طرح طرح کی دشنام طرازی اور مغالطہ آمیزی سے کام لیا جا رہا ہے ۔ اور اس پاک تحریک کے خلاف جو دنیا میں امن و سلامتی کا پیغام لے کر آئی تھی ۔ ایک طوفان برپا ہے ۔ ان حالات میں میں نے اپنا فرض سمجھا کہ احمدیت کا منور چہرہ دنیا کے سامنے پیش کروں ۔ اور ان غلط فہمیوں کو جو پھیلائی جا رہی ہیں ۔ دور کروں۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدیت کوئی نیا پیغام لے کر دنیا میں نہیں آئی ۔ انکے مقابل ایک طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ تحریک اسلام میں ایک نیا انقلاب پیدا کرنیوالی تحریک ہے ۔ اسلئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے مٹا دیں ۔ اس عقدہ کو سلجھانے کے لیئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ دراصل یہ دونوں خیال درست نہیں ۔ میں ایک مثال دیکر احمدیت کی پوزیشن کو واضح کرتا ہوں ۔ اسلام کی مثال ایک سمندر کی سی ہے ۔ جس نے سمندر میں ایک تموج پیدا کر دیا ۔ یہ لہر احمدیت کی لہر تھی ۔ اس لہر کو سمندر سے الگ تو نہیں کہا جا سکتا ۔ نہ ہی اس لحاظ سے کہ وہ سمندر کے پانی کا ایک جزو ہے ۔ اس کی اہمیت کو کم کیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ اس لہر نے سکون میں حرکت پیدا کر دی ہے اسلام اور احمدیت دو مترادف لفظ ہیں ۔ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے ۔ اس لئے آئندہ لیکچر میں خواہ میں احمدیت کا لفظ بولوں یا اسلام کا میری مراد ایک ہی ہوگی۔

احمدیت نے اسلام کو اس بیسویں صدی میں نئے نقطۂ نگاہ سے پیش کیا ہے ۔ اس لحاظ سے کہ اس کا سرچشمہ قرآن ہے ۔ یہ پرانی تحریک ہے ۔ یہ کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ اسلام کے اندر ایک نئی تحریک ہے ۔ جس طرح مادی دنیا سائنس کی ایجادات کیوجہ سے نیا رنگ اختیار کر رہی ہے ۔ اسیطرح عالم روحانیت میں بھی ایسے آدمی پیدا ہوتے رہیں گے جو نئی نئی ضروریات کے مطابق اسلام کی مقدس تعلیم کو دنیا میں پیش کرتے رہیں ۔ اس غرض کے لیئے "احمد آف قادیان" کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کی ہدایت کے لئے مبعوث کر کے بھیجا ۔ احمدیت نے کوئی نئی بات اسلام میں داخل نہیں کی ۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کو جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ تھیں بے نقاب کیا ۔ اس لحاظ سے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا کیا ۔ احمدیت نے انسانوں کے بنائے ہوئے اصولوں سے جو اسلام میں داخل ہو گئے تھے اسلام کو پاک کیا ۔ اور اسلامی تعلیمات کے منور چہرہ کو جس پر تاریکی کی نقاب پڑ گئی تھی دنیا کے سامنے ظاہر کیا کہ احمدیت ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے۔

اسلام کا معجزہ

احمدیت کے ذریعہ قرآن کا سب سے بڑا معجزہ پیش کیا گیا ہے ۔ کہ دنیا میں جس قدر تغیرات پیدا ہوں گے ان سب کے لیئے قرآن پاک میں رہنمائی موجود ہے ۔ کوئی مشکلات ایسی پیدا نہیں جن کا حل قرآن شریف میں موجود نہ ہو ۔ اس زمانہ کی مشکلات کا حل بانی سلسلہ احمدیہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ۔ یہ قرآن کریم کا بڑا معجزہ ہے کہ آئندہ کی تمام مشکلات کا حل اس میں موجود ہے یہی احمدیت کی تعلیم ہے۔

مفاہمت کا سلسلہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے اپنی تعلیم کے ذریعہ مفاہمت کا سلسلہ قائم کیا ہے ۔ حضرت احمد علیہ السلام کی زندگی میں لاہور میں مذاہب کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں حضور کا بھی ایک مضمون پڑھا گیا تھا ۔ آپ نے کسی مذہب پر حملہ کیئے بغیر اسلامی تعلیمات کو اس خوبی سے پیش کیا کہ دوست دشمن سب عش عش کر اٹھے ۔ ۱۹۲۴ء میں لنڈن ویمبلے نمائش کے موقعہ پر مذاہب کی ایک کانفرنس ہوئی ۔ اس میں حضرت امام جماعت احمدیہ اور میں بھی شریک ہوا ۔ میرے ہاتھ میں یہ کتاب ہے "احمدیت یا حقیقی اسلام" جسے حضرت امام جماعت احمدیہ نے لکھا ۔ اور میں نے ترجمہ کیا ۔ اس کتاب کا خلاصہ میں نے اس مذہبی کانفرنس میں پڑھا تھا ہماری جماعت نے تبلیغ اسلام کا کوئی موقعہ نہیں کھویا ۔ احمدیت نے اختلاف کی قوتوں کے خلاف مفاہمت ، محبت اور امن و سلامتی کا پیغام پیش کیا۔

خدا اور بندے کے درمیان مفاہمت

حضرت احمد علیہ السلام نے خالق اور مخلوق کے درمیان مفاہمت پیدا کی ۔ بندے اور خدا کے درمیان تعلق پیدا کیا ۔ آپ نے بتایا کہ خدا اب بھی اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے ۔ اور ان سے ہم کلام ہوتا ہے ۔ اور تعلق باللہ کا عملی ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مختلف جماعتوں کے درمیان اتحاد

احمدیت نے مختلف مذاہب کے پیروؤں کے درمیان محبت و آشتی کا تعلق پیدا کیا ۔ اور بتایا کہ تمام مذاہب کے بانی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انسان تھے جو مختلف وقتوں میں دنیا کی ہدایت کے لئے آئے تھے

احمدیت نے مذاہب کے اختلاف کو دبانے کی بجائے انھیں تسلیم کر کے ان میں اتحاد کی راہ پیدا کی اور بتایا کہ تمام مذاہب کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ۔ تمام مذاہب کا منبع و سرچشمہ ذات باری ہے ۔ اس لحاظ سے تمام مذاہب کے پیرو آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ میں حضرت کرشن علیہ السلام حضرت رامچندر جی حضرت بدھ پر درود و سلام بھیجتا ہوں ۔ اور میں ان سے اسی طرح سے محبت کرتا ہوں جس طرح محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہوں ۔ میں اپنے دعوے کی دلیل میں قرآن پاک کو پیش کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِن مِن اُمّةٍ اِلّا خلا فیھا نذیرٌ ۔ اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ دوسرے مذاہب کو بُرا بھلا کہے بغیر اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرو ۔ اخلاقیات میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا کہ ہر انسان فطرت سلیم لے کر اس دنیا میں آتا ہے ۔ اسطرح شرف انسانی کا ایک حسین تصور دنیا کے سامنے پیش کیا :-

موجودہ مشکلات کا حل اسلام ہی

آج دنیا معاشرتی طور پر خطرناک مشکلات کے دور میں سے گذر رہی ہے ۔ بعض عقلمندوں کا خیال ہے کہ اس بدحالی کا سبب معاہدہ وارسائے ہے ۔ کہ جنگ عظیم کے بعد فاتح طاقتوں نے مفتوح حکومتوں سے روادارانہ سمجھوتہ کرنے کی بجائے انکے کچلنے کی کوشش کی ۔ تاکہ وہ کبھی بھی اپنے قدموں پہ کھڑی نہ ہو سکیں ۔ اسلام اس امر سے روکتا ہے کہ تم محکوم قوم کو کچل دو ۔

دولت کی تقسیم

آج مزدور اور سرمایہ دار کا جھگڑا خطرناک صورت اختیار کر رہا ہے اگر دنیا اسلام کی پاک تعلیمات پر عمل کرے تو تمام مشکلات دور ہو سکتی ہیں ۔ اسلام دنیا میں ایک ایسی سوسائٹی قائم کرنا چاہتا ہے جس میں دولت چند ہاتھوں میں جمع ہونے کی بجائے گھومتی رہے ۔ وہ چند افراد کی خوش حالی کی بجائے سوسائٹی کی بحیثیت مجموعی خوشحالی چاہتا ہے ۔ آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں تفصیلی طور پر اسلامی تعلیمات پیش کیں

(۱) اسلام نے زکوٰۃ کا حکم دیا ہے ۔ اور راس المال پر بھی ۲½ فیصدی زکوٰۃ لگائی آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کوئی معمولی ٹیکس نہیں ۔ آپ نے زکوٰۃ کے مصرف کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ روپیہ صرف غرباء پر خرچ کیا جا سکتا ہے

(۲) وراثت کی تقسیم اسلام نے اس خوبی سے کی کہ دولت چند ہاتھوں میں جمع نہ ہو ۔ ماں باپ بہنیں ۔ بھائی اور دیگر ورثاء کے حقوق قائم کئے انگلستان کے قانون کی طرح نہیں کہ سب جائداد کا وارث بڑا بیٹا ہو ۔ اور چھوٹے بیٹے بڑے بھائی کے رحم پر چھوڑے جائیں ۔

جماعت کے موجودہ مشکلات کا تذکرہ

آخر میں جناب چوہدری صاحب نے فرمایا کہ میری تقریر بہت طویل ہو گئی ہے میں آپ احباب کو زیادہ دیر تک بٹھانا نہیں چاہتا اب میں چند منٹ میں اپنی تقریر ختم کر دوں گا ۔

ہماری جماعت ایک نہایت ہی نازک دور میں سے گذر رہی ہے ۔ تمام مخالف طاقتیں ہماری بربادی اور تباہی کے درپے ہیں ۔ ہمیں ہر قسم کے سب و شتم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔ کوئی جھوٹ نہیں جو ہمارے خلاف نہ بولا جاتا ہو ۔ کوئی تلوار نہیں جو ہمارے خلاف نہ اٹھتی ہو ۔ مخالفت کے زہریلے تیر ہر طرف سے چل رہے ہیں ۔ مخالفت کا ایک مہیب طوفان ہمارے خلاف برپا ہے ۔ مگر احمدیت کا پودا اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے ۔ زہریلی ہوائیں اور شورناک زمین اسے خشک نہیں کر سکتی ۔ جس مالی نے اسے لگایا ہے ۔ وہ خود اس کی حفاظت کریگا تم جتنا زور چاہو لگا لو ۔ ہماری جان و مال اور عزت پر حملہ کر لو مگر ہم احمدیت کی اس مقدس امانت کو جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے دنیا تک پہنچا کر رہینگے ۔ ہم تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائینگے ۔ سونا بھٹی میں پڑ کر کندن ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ الٰہی جماعتیں آگ میں سے گذرتی ہیں ۔ وہ مشکلات و مصائب کا نشانہ بنتی ہیں ۔ زندہ ہونے کے لئے ایک موت قبول کرنا پڑتی ہے ۔ ہم تو ان مشکلات میں سے گذر جائینگے مگر ہمارے مخالفین سوچیں کیا یہ چیزیں آپ کو نیک نام کرنے والی ہیں یا بدنام ؟ آئندہ نسلیں آپ کے کارناموں پر فخر کرینگی یا شرم سے سر جھکا لیں گی ہم ہدایت و روشنی کے پیغامبر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا ۔ وہ خدا خود ہی حفاظت کرے گا میں آپ صاحبان سے انصاف کے نام پر ، انسانیت کے نام پر ۔ خدائے برتر و بزرگ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ کسی حالت میں انصاف کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں ۔ آپ نے دعائیہ کلمات پر اپنی تقریر کو ختم کیا ۔

صدر کی تقریر

اس کے بعد سید عبدالقادر صاحب کھڑے ہوئے آپنے کہا کہ :-

" حضرات میں نے عرض کیا تھا کہ چودھری صاحب ایک بڑے عالم دین ہیں ۔ ان کی تقریر سے میرے قول کی تائید ہو گئی ۔ آپنے اسلامی تعلیمات کو جس خوبصورتی سے پیش کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے ۔ جماعت احمدیہ آجکل سخت مشکلات میں سے گذر رہی ہے ۔ میں افسوس سے اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے خلاف ناانصافی کی جا رہی ہے مگر جیسا کہ چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم مشکلات کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی اسلئے آپ کو ہمارا ممنون ہونا چاہئیے ۔ مگر میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ چاہے مخالفت کریں مگر انصاف کا دامن ہرگز ہاتھ سے نہ چھوڑیں ۔ جسطرح احمدیہ جماعت انصاف سے کام لیتی ہے آپ بھی انصاف سے کام لیں ۔ آجکل جماعت احمدیہ کے خلاف مصائب و مشکلات کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں مگر اے احمدی جماعت اس سے آپ سرفراز و سربلند ہو جائینگے ۔ میں نے جناب امام جماعت احمدیہ کے وہ تاریخی خطبات پڑھے ہیں ۔ جو آپنے پچھلے دنوں پڑھے ۔ اور میں ان سے بہت متاثر ہوا اور میں نے جناب میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو پیغام بھیجا کہ آپ کے روح پرور خطبات ایک نہ ایک دن آپ کو بہت بڑی سیاسی قوت بنا دینگے ۔ جو لوگ احمدیوں کی مخالفت کر رہے ہیں وہ ان کے لئے مفید کام کر رہے ہیں ۔

خاتمہ الکلام

جناب چودھری صاحب کی تقریر پورے پونے دو گھنٹے جاری رہی یہ تقریر اہالیان لاہور کو مدت تک نہ بھولیگی ۔ اکثر غیر احمدی اور غیر مسلم حضرات گہرا اثر لے کر اٹھے ۔ ہر طرف سے تقاضا ہے کہ اس تقریر کو چھپوا دیا جائے ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ تقریر لفظ بلفظ لکھی گئی ہے ۔ اور انشاء اللہ ریویو آف ریلیجنز میں اور علیحدہ بھی چھپ جائیگی ۔ اسے علیحدہ احمدیہ انٹرکالجیٹ ایسوسی ایشن کی طرف سے شائع کر دیا جائے گا ۔ جو دوست منگوانا چاہیں مجھے لکھیں ۔

اوپر تقریر کا خلاصہ میں نے اپنے لفظوں میں دیا ہے ورنہ چودھری صاحب کی زبان کا حق ادا نہیں ہو سکتا ۔ ایسوسی ایٹڈ پریس نے تمام ہندوستان کے اخباروں میں اس لیکچر کا خلاصہ بھیجا ہے (عبدالوہاب عمر سیکرٹری احمدیہ

(اسد پرنٹنگ پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع ترابسترل قادیان سے شائع ہوا)